توحید کی اقسام

بنیادی طور پر توحید کی چار اقسام ہیں :

1۔ توحید ذات

2۔ توحید صفات

3۔ توحید عبادت

4 ۔ توحید حاکمیت

1۔ توحید ذات

---

[18] سورہ اخلاص آیت 1-4

[19] البقرہ: 163

[20] الصفت: 4، 5

توحید ذات کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات میں اکیلا ماننا اور یہ یقین رکھنا کہ اللہ تعالیٰ کے نہ ماں باپ ہیں، نہ اولاد ہے، اور نہ ہی کوئی اس کا ہمسر ہے۔

سورہ اخلاص میں توحید ذات کو صاف الفاظ میں بیان کیا گیا ہے جیسا کہ اوپر گزرا۔

ایک دوسری آیت میں ارشاد ہے: وَجَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَاءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ ۖ وَخَرَقُوا لَهُ بَنِينَ وَبَنَاتٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يَصِفُونَ[21]

"اور ان لوگوں نے جنوں کو خدا کا شریک ٹھرایا، حالانکہ ان کو اسی نے پیدا کیا اور نادانی کی بنا پر اس کے لیے بیٹے اور بیٹیاں بنا رکھی ہیں، وہ (اللہ) ان باتوں سے، جو اس کی نسبت بیان کرتے ہیں، پاک ہے اور (اس کی شان ان سے) بلند ہے"۔

ایک اور آیت میں ارشاد ہے:

أَنَّىٰ يَكُونُ لَهُ وَلَدٌ وَلَمْ تَكُنْ لَهُ صَاحِبَةٌ ۖ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ[22]

" اس کو اولاد کیسے ہو گی جب کہ اس کی بیوی ہی نہیں اور جب کہ وہ ہر چیز کا خالق ہے"

2۔ توحید صفات

توحید صفات کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی تمام صفات میں یکتا ہے۔ اس کی تمام صفات میں اس کے ساتھ کوئی بھی شریک نہیں ہے۔ جیسے زندگی، کائنات کی تخلیق، علم، ارادہ و قدرت، دیکھنا اور سننا وغیرہ۔ اس کی وضاحت کچھ اس طرح ہے:

(الف) زندگی/حیات

زندگی یا حیات کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے اور رہے گا، جب کہ پوری کائنات فنا ہو جائے گی دوسری ایسی کوئی ہستی نہیں ہے جو ہمیشہ زندہ رہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے: كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ.[23]

---

[21] الانعام: 100

[22] الانعام: 101

[23] القصص: 88

Scanned with CamScanner

"اللہ کی ذات کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے"

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ۔[24]

"جو بھی زمین پر ہے سب فنا ہونے والا ہے، اور آپ کا پروردگار ہی باقی رہے گا، جو صاحبِ جلال و عظمت والا ہے"

مطلب یہ کہ ہمیشہ زندہ رہنے والی صفت میں اللہ تعالیٰ یکتا ہے، باقی سب آج نہیں تو کل فنا ہونے والے ہیں۔

(ب) تخلیقِ کائنات

اس کا مطلب یہ ہے کہ اس پوری کائنات کا خالق اکیلا اللہ تعالیٰ ہے، اس کائنات کی تخلیق میں اس کے ساتھ کوئی بھی شریک نہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے : أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ[25]

"خبردار! پیدا کرنا اور حکم دینا اسی (اکیلے) اللہ کا کام ہے"

قُلِ اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ۔[26]

"اے پیغمبر ﷺ! آپ کہہ دیجیے کہ اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ اکیلا ہے اور غالب رہنے والا ہے"

مطلب یہ کہ پوری کائنات کا خالق اللہ ہے، کائنات کی تخلیق میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ[27]

" اور اللہ کے سوا جن کو یہ لوگ پکارتے ہو وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کرتے بلکہ وہ خود پیدا کیے گئے ہیں"

[24] الرحمٰن : 26- 27
[25] الاعراف : 54
[26] الرعد : 16
[27] النحل : 20

Scanned with CamScanner

(ج) صفتِ علم

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ ایمان رکھا جائے کہ کائنات کی کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں ہے۔ اس کے لیے ماضی، حال، مستقبل، روشنی اور تاریکی سب برابر ہیں۔ سمندر کی تہہ میں سمندر کے بیچ میں، زمین کے پیٹ میں، آسمانوں کے اوپر یا زمین و آسمانوں کے بیچ میں جو چیز ہے اللہ اسے مکمل طور سے جانتا ہے۔ جبکہ ایسا علم اور کسی کو بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے کم اور زیادہ علم دیتا ہے، لیکن مکمل طور پر ہر چیز کا علم صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے پاس ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے: يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ [28] "جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ اسے جانتا ہے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو (اللہ اسے بھی جانتا ہے) اور اللہ دلوں کی باتوں کو بھی جانتا ہے"

عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ [29] " پوشیدہ اور ظاہر ہر چیز کا جاننے والا"

وَعِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۚ وَمَا تَسْقُطُ مِن وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ [30]

"اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں، جن کو ان کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اسے خشکی اور سمندر کی چیزوں کا علم ہے اور کوئی پتا نہیں جھڑتا مگر وہ اس کو جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ اور کوئی ہری اور سوکھی چیز نہیں ہے مگر کتاب روشن میں (لکھی ہوئی) ہے"

مطلب کائنات کی کوئی بھی چیز اللہ تعالیٰ کے علم سے باہر نہیں ہے۔ اور اس صفت میں

---

[28] التغابن : 4

[29] الحشر : 22

[30] الانعام : 59

اکیلا ہے اور کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔

(د) صفتِ ارادہ و قدرت

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ جس طرح چاہتا ہے کرتا ہے، کوئی اس کے ارادے کو روک نہیں سکتا اور نہ ہی اس کے ارادے کو عملی جامہ پہنانے میں کوئی رکاوٹ بن سکتا ہے۔

فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ [31] "وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے"

لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ [32] " وہ جو کام کرتا ہے اس کی اس سے بازپرس نہیں ہوگی (اور جو کام یہ لوگ کرتے ہیں اس کی) ان سے بازپرس ہوگی"

وَاللَّهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ [33] "اور اللہ (جیسا چاہتا ہے) حکم کرتا ہے، کوئی اس کے حکم کا رد کرنے والا نہیں"

جبکہ کوئی بھی انسان چاہے پیغمبر ہی کیوں نہ ہو، کوئی عمل کرنا تو دور کی بات ہے کوئی ارادہ بھی نہیں کر سکتا جب تک اللہ نہ چاہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ [34] "اور تم تب تک کوئی چیز نہیں چاہ سکتے جب تک تمام جہانوں کا پالنے والا اللہ نہ چاہے"

(ہ) دیکھنے اور سننے کی صفت

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیکھنا اور سننا لامحدود ہے، جب کہ مخلوق کا دیکھنا اور سننا محدود ہے، بندہ روشنی کے بغیر کوئی چیز دیکھ نہیں سکتا، جبکہ اللہ تعالیٰ سمندر کے اندر، مچھلی کے پیٹ میں، رات کی تاریکی میں حضرت یونسؑ کو بھی دیکھ رہا تھا اور ان کی دعا بھی

---

[31] البروج: 16
[32] الانبیاء: 23
[33] الرعد: 41
[34] التکویر: 29

سن رہا تھا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَنَادٰى فِي الظُّلُمَاتِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ. فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ[35]

"تو (یونسؑ) نے اندھیروں میں اللہ کو پکارا کہ (اے اللہ) تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے، بے شک میں بے انصافوں میں سے تھا، تو ہم نے ان کی دعا قبول کر لی اور ان کو غم سے نجات بخشی، اور ایمان والوں کو اسی طرح ہم نجات دیا کرتے ہیں"

جبکہ انسان ایک محدود فاصلے تک دیکھ سکتا ہے اور سن سکتا ہے۔ اسی طرح انسان ایک ہی وقت میں بہت ساری چیزیں دیکھ اور سن نہیں سکتا، پر اللہ تعالیٰ ایک ہی وقت میں پوری کائنات کو دیکھ بھی رہا ہے اور سب کی آواز کو سن اور سمجھ بھی رہا ہے۔

3۔ توحید عبادت

اس کا مطلب یہ ہے کہ عبادت اور بندگی صرف اللہ تعالیٰ کی کیجائے، عبادت میں کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرایا جائے، عبادت میں نماز، روزہ، زکوۃ، صدقات، نذر، قربانی، دعا، امید، خوف وغیرہ داخل ہیں۔ ان عبادات کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کا کوئی بھی شریک نہیں ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: اعْبُدُوا اللهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلٰهٍ غَيْرُهُ.[36]

" اللہ تعالیٰ کی عبات کرو، اس کے سوا کوئی تمہاری عبادت کے لائق نہیں ہے"۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ[37].

"اور میں ے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے"

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللهِ[38].

---

[35] الانبیاء: 87 -88

[36] هود: 61

[37] الذاریات: 56

[38] البقرہ: 173.

Scanned with CamScanner

"بے شک اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے تم پر مردار جانور، خون، سور کا گوشت، اور ہر وہ چیز جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہے"

فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا[39] . "پس اللہ کے ساتھ کسی اور کو مت پکارو"

إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ[40]

"اصل میں یہ شیطان ہے جو اپنے دوستوں سے تمہیں ڈراتا ہے، پس تم ان سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو اگر تم مومن ہو"

وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا[41] . "اور خوف اور امید سے اللہ کو پکارو"

مطلب یہ کہ جس چیز کا نام عبادت ہے وہ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے کی جائے۔ اس میں کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ یہ توحیدِ عبادت ہے۔

4۔ توحید حاکمیت

اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح زمین، آسمان اور پوری کائنات میں حقیقی بادشاہت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے، اسی طرح قانون سازی بھی اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ اس کے بندوں کو اس قانون نے مطابق زندگی گزارنی ہو گی جو اللہ تعالیٰ وقت بہ وقت اپنے پیغمبروں کے ذریعے نازل کرتا رہا ہے۔ اور اب وہ قرآن مجید اور حضرت محمد ﷺ کی صحیح سنت کی صورت میں موجود ہے۔ اب جو بھی قانون بنایا جائے گا وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی سنت کی روشنی میں بنایا جائے گا۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی ہدایات کو پس پشت ڈال کر کسی شخص یا جمہور کی پیروی کی گئی تو یہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت میں شرک قرار پائے گا۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے: أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ[42] .

---

[39] الجن: 18

[40] آل عمران: 175

[41] الاعراف: 56

[42] الاعراف: 54

"واضح رہے ! کہ پیدا کرنا اور حکم دینا اسی کا حق ہے، بڑی برکت والا ہے اللہ، جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے" إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ۚ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ.[43] "اللہ کے سوا کسی کو بھی فیصلہ کرنے کا حق نہیں ہے، اس نے حکم دیا ہے کہ اس کے علاوہ کسی کی بندگی مت کرو، یہ ہی سیدھا دین ہے" اللہ تعالیٰ کی ہدایات کو پس پشت ڈال کر اپنی مرضی کے مطابق فیصلہ کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے کافر قرار دیا ہے، ارشاد ہے: وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ.[44] "جن لوگوں نے اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہیں کیا تو یہ ہی لوگ کافر ہیں" اسی سورت (سورہ المائدہ) کی آیت نمبر 45 اور 47 میں ایسے لوگوں کو ظالم اور فاسق قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی صفات میں، اس کی عبادت میں اور اس کی حاکمیت میں اکیلا سمجھنا اس کی صفات کے لازمی تقاضوں میں سے ہے۔

شرک

توحید کی ضد شرک ہے، شرک کا مطلب ہے کسی کو اللہ کا شریک یا اللہ جیسا سمجھنا، بنیادی طور پر شرک کی بھی چار اقسام ہیں:

شرک فی الذات

اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا ہم جنس سمجھنا یا اللہ تعالیٰ کے لیے ماں باپ یا اولاد سمجھنا، یا یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ کسی کی صورت اختیار کر کے دنیا میں آیا ہے۔ جیسے مسیحی حضرت عیسیٰ کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا سمجھتے ہیں۔ مکہ کے مشرک فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں سمجھتے تھے، اور جس طرح ہندو مذہب کے لوگ شری رام اور کرشن کو خدا کا اوتار سمجھتے

---

[43] یوسف : 40

[44] المائدہ : 44

ہیں (اَوتار کا مطلب ہے کہ خدا ان کی شکل لے کر دنیا میں آیا) ۔ یہ شرک فی الذات ہے۔

شرک فی الصفات

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جن صفات کے ساتھ جس طرح موصوف ہے، اسی طرح کوئی صفت کسی دوسرے میں سمجھی جائے۔

مثلاً: اللہ تعالیٰ تمام پوشیدہ اور ظاہری چیزوں کو جاننے والا ہے، اس کے لیے ماضی، حال اور مستقبل برابر ہیں۔ وہ نفع اور نقصان کا مالک ہے۔ وہ جس طرح چاہتا ہے کرتا ہے، کوئی بھی اسے اس کے ارادہ سے روک نہیں سکتا۔ اگر اللہ کے علاوہ کسی کے بارے میں یہ عقیدہ رکھا جائے کہ وہ بھی بنا کسی ذریعہ کے ظاہری اور پوشیدہ چیزوں کو جانتا ہے۔ نفع نقصان کا مالک ہے۔ جس طرح چاہے کر سکتا ہے، تو یہ عقیدہ شرک فی الصفات ہوگا۔

شرک فی العبادت

اس کا مطلب ہے کہ عبادت میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ کسی کو شریک کرنا۔

مثلاً: سجدہ، نذر و نیاز، دعا اور پکار وہ عبادتیں ہیں جن کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اگر کسی دوسرے کو ان عبادات کا مستحق سمجھا جائے اور اسے خوش رکھنے کے لیے یہ عبادتیں اس کے لیے کی جائیں تو یہ شرک فی العبادت ہوگا۔

شرک فی الحاکمیت

اقتدارِ اعلیٰ اور قانون سازی کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اگر یہ حق اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو دیا جائے تو یہ بھی شرک فی العبادت ہوگا۔ البتہ خدائی ہدایات کو سامنے رکھ کر قانون سازی کی جائے تو یہ شرک نہیں ہوگا۔

شرک فی الصفات، شرک فی العبادت اور شرک فی الحاکمیت کو خدائی صفات کے تقاضوں میں شرک بھی کہتے ہیں۔

شرک کی ان اقسام میں سے چاہے جس قسم کا بھی شرک ہو، اس کی موجودگی میں اسلام کا

Scanned with CamScanner

عقیدۂ توحید باقی نہیں رہ جاتا، اور جہاں توحید باقی نہ رہ گئی ہو، وہاں ممکن نہیں کہ ایمان باقی رہ گیا ہو، اور جہاں ایمان ہی نہ ہو وہاں اسلام کے وجود کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

توحید کی اہمیت و شرک کی مذمت

حقیقت میں توحید حق اور سچ کا نام ہے۔ جبکہ شرک باطل اور جھوٹ کا نام ہے، ظاہر بات ہے کہ باطل اور جھوٹ کے سامنے حق اور سچ کی اہمیت واضح ہے۔ توحید کو ماننے والا ایسا ہے جیسے کسی بھی ریاست کا وہ فرد جو ریاست کے ہر قانون کو تسلیم کرے اور توحید کا منکر یا شرک کرنے والا ایسا ہے جیسے ریاست کا وہ فرد جو ریاست کے کسی قانون کو تسلیم نہ کرے بلکہ اپنے قانون بنائے یا کسی دوسری ریاست کے قانون پر چلے، تو ایسے شخص کو باغی سمجھا جاتا ہے، اور بغاوت ایک ناقابل معافی جرم ہے۔ سوائے اس کے کہ باغی اپنی بغاوت چھوڑ دے اور ریاست کے قانون پر چلے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے: الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ[45].

"جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم یعنی شرک کے ساتھ نہیں ملایا، ایسے لوگوں کے لیے امن ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں"

حضور ﷺ نے ایک حدیثِ قدسی کا حوالہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: قال الله عزوجل! یا ابن آدم لو اتیتنی بقراب الارض خطایا ثم لقیتنی لا تشرک بی شیاء لا تیتک بقرابها مغفرة[46]

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم! اگر تو پوری زمین گناہوں سے بھر کے مجھ سے اس طرح ملے کہ تم نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو تو میں بھی تجھے ایسی ہی بخشش عطا کر دوں گا"

اللہ تعالیٰ نے انسان کی کامیابی کا مدار ایمان اور عمل صالح پر رکھا ہے۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

---

45 الانعام: 82

46 مشکوۃ المصابیح، باب الاستغفار حدیث 2320

Scanned with CamScanner

الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ[47] اور جن لوگوں نے ایمان لایا اور عمل صالح کیے ان کے لیے بخشش اور بڑا اجر ہے"

شرک کی صورت میں ایمان نہیں رہتا اور جب ایمان ہی نہ رہے تو اعمال صالحہ کی بھی کوئی وقعت نہیں رہتی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے شرک کو بہت بڑا ظلم اور ناقابل معافی جرم قرار دیا ہے، لیکن اگر عقیدہ توحید مضبوط ہو تو باقی کمیوں کوتاہیوں کی بخشش ممکن ہے؛ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ [48] " بیشک اللہ اس بات کو معاف نہیں کرے گا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے، اور اس کے علاوہ جس کو چاہے گا معاف کر دے گا"

قرآن مجید کے مطابق مشرک کے لیے جنت حرام ہے اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ [49]۔ " (اور جان لو کہ) جو شخص خدا کے ساتھ شرک کرے گا خدا اس پر بہشت حرام کر دے گا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں"

ظلم کے کام اور بھی بہت ہیں لیکن اللہ کے نزدیک سب سے بڑا ظلم شرک ہے۔

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ[50] ۔ " بے شک شرک بڑا ظلم ہے"

دوسرا کوئی بھی ایسا گناہ نہیں جس کی وجہ سے نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہوں لیکن شرک اتنا بڑا ظلم ہے کہ ساری نیکیوں پر پانی پھیر دیتا ہے۔ عام انسان تو کیا اگر بالفرض انبیاء علیہم السلام جیسی ہستیوں سے بھی شرک سرزد ہو جائے تو ان کے اعمال بھی ضائع

---

47 سورۃ فاطر آیت 7
48 سورۃ نساء آیت 48
49 المائدہ: 72
50 لقمان: 13

Scanned with CamScanner

ہو جائیں، سورہ انعام میں اللہ نے 18 پیغمبروں کے ذکر کے بعد فرمایا: وَلَوْ اَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ [51] "بالفرض یہ انبیاء علیہم السلام بھی شرک کرتے تو ان کے اعمال رائگان ہو جاتے"

نہ صرف عام انبیاء علیہم السلام پر امام الانبیاء حضرت محمد ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ [52]
" اے پیغمبر ﷺ! اگر آپ نے بھی شرک جیسے عمل کا ارتکاب کیا تو آپ کے اعمال بھی برباد ہو جائیں گے اور آپ نقصان اٹھانے والوں میں ہوں گے"

نبی اکرم ﷺ کے ارشاداتِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر توحید پر قائم رہنے پر قتل کیے جاؤ یا زندہ آگ میں ڈالے جاؤ تو قتل ہونا اور آگ میں جل جانا تو قبول کر لینا مگر شرک کو ہرگز قبول نہ کرنا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں قتل ہو جانا یا آگ میں جل جانا آخرت کے عذاب کی نسبت آسان ہے۔ شرک ایک ایسی برائی ہے کہ اگر نبی اکرم ﷺ کے چچا ابو لہب شرک کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو بھی جہنمی بنا دیتے ہیں۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے: سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ [53] "وہ جلد بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہو گا".

لیکن اس کے مقابلے میں توحید ایک ایسی نیکی ہے کہ کوئی بھی شخص اس پر قائم رہ کر جنت کا حقدار بن جاتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

من مات وهو يعلم ان لا اله الا الله دخل الجنة [54]

---

51 الانعام: 78

52 الزمر: 65

53 سورہ لہب: 3

54 صحیح مسلم: کتاب الایمان، ج 1 ص 41، ح-51

" جو اس یقین پر فوت ہوا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں تو وہ جنت میں جائے گا"

توحید کی حیثیت بیج کی اور اعمالِ صالحہ کی حیثیت پھل کی ہے یا توحید کی حیثیت بنیاد کی اور اعمالِ صالحہ کی حیثیت عمارت کی ہے۔ جہاں بیج ہی نہ ہو وہاں پھل ممکن نہیں اور اگر کسی عمارت کی بنیاد ہی نہ ہو وہاں عمارت کا قیام ممکن نہیں۔

Scanned with CamScanner